الوَعْدِ وَكَانَ رَسُولاً نَبِيًّا گویا دوسرے لفظوں میں رسول اور نبی کا صحیح مقام سمجھنے کیلئے خود نبی اور رسول کے الفاظ سے زیادہ صحیح لفظ اور کوئی نہیں ہے۔ ان الفاظ سے محبت وعظمت کے وہ تمام تقاضے بھی پورے ہوجاتے ہیں جو ایک کامل سے کامل انسان کے لئے فطرت انسانی میں موجزن ہوتے ہیں اور عبد و معبود کی وہ ساری حدود بھی محفوظ رہتی ہیں جو کفر و ایمان کے درمیان خط فاصل ہوسکتی ہیں۔

نبی کی خصوصیات

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنایا جاتا ہے اس میں چند خصوصیات رکھی جاتی ہیں جو اس کو دوسرے تمام انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ نبی محنت اور ریاضت سے نہیں بنتے بلکہ نبوت ایک وہبی چیز ہے۔ اللہ کی دین ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ لیکن جس کو نبوت ملتی ہے وہ پھر اس قدر عبادت کرتا ہے کہ اس کے پاؤں بھی رکوع و قیام میں متورم ہوجاتے ہیں اور قرآن کو اس کے متعلق کہنا پڑتا ہے کہ "اے پیغمبر! یہ قرآن ہم نے تجھ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تو تکلیف اٹھائے" روزے رکھنے پہ آتا ہے تو متواتر کئی کئی روز تک وصال کے روزے رکھتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اعلان نبوت سے قبل وہ ایک زمانہ عبادت و مراقبہ میں بسر کرتا ہے۔

(بقیہ از صفحہ ۲۴)

سابقین اولین کون لوگ ہیں اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

"جمہور علماء کے نزدیک سابقین اولین میں وہ صحابہؓ داخل ہیں۔ جنہوں نے قبل الفتح اپنی جان و مال کے ذریعے جہاد کیا اور اس صفت سے تمام اہل بیعت رضوان متصف ہیں جن کی تعداد چودہ سو (۱۴۰۰) سے اوپر ہے۔ بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ سابقین اولین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلہ کی جانب نماز ادا کی مگر یہ قول ضعیف ہے[1]"

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت جہاد کرنے والے صحابہؓ سابقین اولین میں داخل ہیں اور صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔" (بقیہ صفحہ ۳۸)

---

[1]: منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ مکہ مکرمہ

مولانا عبد الحق چوہان

تلخ و شیریں

قسط ۵

صحیح بخاری میں اس مصالحت کی تفصیل اور حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سفراء کے نام کی تصریح کے ساتھ یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

عن ابی موسی قال سمعت الحسن [البصری] یقول. استقبل واللہ الحسن بن علی علی معاویۃ بکتائب کامثال الجبال۔ فقال عمرو بن العاص انی اری کتائب لا تولی حتی تقتل اقرانھا۔ فقال لہ معاویۃ۔ کان واللہ خیر الرجلین ای عمرو ان قتل ھؤلاء۔ ھؤلاء۔ وھؤلاء۔ ھؤلاء۔ من لی بامور الناس من لی بنسائھم۔ من لی بضیعتھم۔ فبعث الیہ رجلین من بنی عبد الشمس عبد الرحمٰن بن سمرہ وعبد اللہ بن عامر بن کریز فقال اذھبا الی

حضرۃ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں خدا کی قسم حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر حضرۃ حسن بن علی رضی اللہ عنہما پہاڑوں جیسے لشکر لے آئے۔ تو حضرۃ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسے لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے جیسے آدمیوں کو قتل کئے بغیر واپس نہ ہوں گے تو حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا [خدا کی قسم امیر معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بہتر تھے] اے عمرو اگر یہ آدمی ان سے لڑے اور وہ ان سے لڑے تو میں لوگوں کے معاملات کا کیا کروں گا۔ ان کی عورتوں کا کیا بنے گا اور ان کے مال و متاع کی حفاظت میں کس سے کراؤں گا۔ پھر آپ نے دو آدمی بنو عبد شمس میں سے عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کریز کو۔ حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ اور

هذا الرجل فاعرضا
عليه وقولا له واطلبا اليه
فاتياه ودخلا عليه فتكلما
وقالا له وطلبا اليه فقال
لهم الحسن بن علي انا بنو
عبد المطلب قد اصبنا
هذا المال وان هذه
الامة قد عاثت في دمائها
قالا فانه يعرض عليك
كذا وكذا. ويطلب اليك
ويسئلك. قال فمن لي
بهذا قالا نحن لك به
فما سئلهما شيئا. الا
قالا نحن لك به فصالحه
قال الحسن [البصري] ولقد سمعت
ابا بكرة يقول رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم على المنبر
والحسن بن علي الى جنبه
وهو يقبل على الناس مرة
وعليه اخرى. ويقول ان ابني
هذا سيد لعل الله ان يصلح
به بين فئتين عظيمتين
من المسلمين.

فرمایا ان صاحب کے پاس جاؤ مسئلہ
پیش کر کر سمجھاؤ۔ اور اپنے مطالبات
ان کے سامنے رکھو۔ چنانچہ یہ دونوں
صاحب تشریف لائے ملاقات کی
گفتگو کی پیغام پہنچایا اور مطالبہ پیش کیا
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا
عبدالمطلب کی اولاد کو تو مال مل گیا اور
باقی امت خون میں لتھڑ گئی۔ [مطلب یہ
تھا کہ جن لوگوں کے آدمی شہید ہو چکے ہیں
ان کو بھی مال دے کر خوش کرنا ضروری
ہے اور اس کے لئے بہت سے مال کی
ضرورت ہے۔ صرف میری اپنی ذات ہی
کا معاملہ نہیں ہے] ان دونوں حضرات
نے کہا ان کی طرف سے یہ پیش کش ہے
ایسا ایسا مطالبہ ہے اور اس قسم کی فرمائش
ہے۔ آپ نے فرمایا ان باتوں کا ضامن کون
ہوگا۔ دونوں نے کہا ہم اس کے ضامن ہیں
غرض یہ کہ جو مطالبہ بھی آپ نے پیش کیا۔
انہوں نے یہی جواب دیا ہم اس کے ذمہ دار
ہیں۔ اس پر آپ نے صلح کر لی۔ حضرۃ حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے
سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے
سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[صحیح بخاری جلد ۱
کتاب الصلح]

وسلم کو منبر پر دیکھا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ کبھی آپ مجمع کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف۔ اور فرماتے: یہ میرا بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

ان بیان کردہ حقائق کی روشنی میں یہ بات بالکل ہی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ کی بنیاد غاصبانہ تسلط و تغلب پر نہیں۔ بلکہ ان کی خلافۃ کی مدار سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے جذبہ مصالحۃ اور عوام کی رضامندی پر ہے۔ لہذا مودودی کا یہ کہنا کہ

حضرۃ معاویہ عوام کی رضامندی کے بغیر حکومۃ پر قابض ہو گئے

بالکل ہی غلط اور ایک بدیہی حقیقۃ کا انکار ہے۔ اور آپ کی خلافۃ بھی خلافۃ راشدہ میں شمار ہوتی ہے کیونکہ جب حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں تو ان کی دست برداری کے بعد ان کی بیعۃ کرنے کی وجہ سے جو شخص سریر خلافۃ پر تمکن پذیر ہو گا وہ بھی خلیفہ راشد ہو گا۔ اور پھر یہ کہ بنص قرآن مجید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صفۃ راشدہ سے متصف ہیں تو اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی خلافۃ۔ خلافۃ راشدہ ہو گی۔ اسی حقیقت کے پیش نظر محقق مؤرخین نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ کو خلافۃ راشدہ میں شمار کیا ہے۔ صاحب "اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء" علامہ محمد الخضری بک فرماتے ہیں کہ!۔

وکنت أود ان اجعل خاتمة الكتاب خلافة امير المومنين معاوية من ابی سفيان۔ و لكن منعنی من ذالك ما منع العلامة عبد الرحمن بن خلدون حيث قال فی

مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اپنی کتاب کا خاتمہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ کے ذکر سے کروں۔ لیکن مجھے اس عمل سے اس چیز نے روکا ہے جس نے علامہ عبد الرحمن بن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کو اس عمل سے روکا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی

خاتمة الجزء الثانی من تاریخه وقد کان ینبغی ان نلحق دولة معاویة واخباره بدولة الخلفاء واخبارهم فهو تالیهم فی الفضل والعدالة والصحبة ولا ینظر فی ذالك الی حدیث "الخلافة بعدی ثلاثون سنة" فانه لم یصح والحق ان معاویة فی عداد الخلفاء

[اتمام الوفاء ص۲۵۲]

تاریخ کے حصہ دوم کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ "لائق یہی تھا کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ اور ان کے حالات کو خلفائے راشدین کے ساتھ ہی لاحق کیا)۔ کیونکہ وہ بھی فضیلۃ، عدالۃ۔ اور شرف صحبۃ میں خلفاء راشدین کے ساتھ ملحق اور ان کے تابع ہیں۔ اور اس حدیث کی طرف نہ دیکھا جائے کہ جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے بعد خلافۃ تیس سال تک ہوگی۔ کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں شمار ہوتے ہیں"

حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ کے اس اقدام مصالحۃ پر سبائیوں کی سازشی تحریک ناکام ہوگئی انہوں نے بنی اسی ناکامی کے جذبۂ انتقام کی تسکین کے لئے نقیب صلح وامن سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کردیا اور ان کا اثاثۂ بیت لوٹ کرلے گئے۔

صاحب مروج الذہب ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی المعتزلی الشیعی المتوفی ۳۴۶ھ لکھتا ہے

وقد کان اهل الکوفة انتهبوا سرادق الحسن ورحله۔ وطعنوا بالخنجر فی جوفه۔

[مروج الذهب ص۴۳۱ ج۲]

کوفہ کے سبائیوں نے حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ کا خیمہ اور آپ کا ٹھکانہ لوٹ لیا اور آپ کے پیٹ میں خنجر ماردیا۔